2198- عورت کے لیے چہرہ کب ننگا کرنا جائز ہے

سوال

ہمیں یہ توعلم ہے کہ اہل علم کے اقوال میں راجح یہی ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ کرنا واجب ہے ، لیکن کئی ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں عورت چہرے کا پردہ نہیں کر سکتی ، تو کیا اس موضوع پر کچھ روشنی ڈالنی ممکن ہے ؟

پسندیدہ جواب

راجح قول جس کے دلائل بھی شاہد ہیں
وہ "چہرے کا پردہ کرنا واجب" والا ہی ہے ، اس بنا پر اجنبی اور غیر محرم مردوں کی
سامنے نوجوان عورت کو چہرہ ننگا رکھنے سے منع کیا جائیگا تا کہ سد الذریعہ ہو سکے ،
اور فتنہ و خرابی کے خدشہ کے وقت تو یہ یقینی ہو جا تا ہے .

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ جو بطور سد
الذریعہ حرام کیا گیا ہو وہ کسی راجح مصلحت کے پیش نظر مباح ہو جا تا ہے .

اس بنا پر فقہاء کرام نے کچھ خاص
حالات بیان کیے ہیں جن میں عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنا جائز ہے جب اس کی ضرورت پیش
آئے ، اسی طرح ان اجنبی مردوں کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہے ، لیکن شرط یہ ہے کہ
ضرورت کی مقدار سے تجاوز نہ کیا جائے ، کیونکہ جو ضرورت یا مصلحت کی خاطر مباح کیا
گیا ہو وہ بقدر ضرورت اور مصلحت ہی ہو گا .

ذیل میں ہم اجمالا ان حالات کو بیان
کرتے ہیں :

اول :

منگنی کے وقت :

عورت کے لیے اپنا چہرہ اور دونوں
ہاتھ شادی کا پیغام دینے والے مرد کے سامنے ننگے کرنا جائز ہے ، تا کہ وہ انہیں دیکھ
سکے ، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں خلوت نہ ہو ، اور نہ ہی وہ عورت کو چھوئے ،

اس لیے کہ چہرہ جمال و خوبصورتی پر، اور ہاتھ جسم کے دبلا ہونے ہونے پر دلالت کرتے ہیں.

ابوالفرج المقدسی کہتے ہیں :

"اہل علم کے مابین اس میں کوئی
اختلاف نہیں کہ عورت کا چہرہ دیکھنا مباح ہے.. جو کہ خوبصورتی و جمال کا مظہر، اور نظر یعنی دیکھنے کی جگہ ہے.

منگنی کرنے والے کا اپنی منگیتر کو
دیکھنے کے جواز کی دلیل کئی ایک احادیث سے ثابت ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں بیان کی جاتی ہیں :

1– سھل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ :

"ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو اپنا آپ ہبہ کرنی آئی ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اس کی طرف اٹھائی اور اسے دیکھا، پھر اپنا سر نیچے کر لیا، اور جب عورت نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی اور صحابہ میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا :

اے رسول اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس
عورت کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں تو آپ اس کی شادی مجھ سے کر دیں"

صحیح بخاری (197) صحیح مسلم (4
143) سنن نسائی (1136) بشرح سیوطی، سنن بیہقی (847).

2– ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ :

"میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ اس نے ایک انصاری عورت سے شادی کی

ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا :

"کیا تم نے اسے دیکھا ہے ؟

تو اس نے جواب نفی میں دیا، تو رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جاؤ اسے جا کر دیکھو، کیونکہ انصار
کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے"

مسند احمد (2992) صحیح مسلم (4
142) سنن نسائی (732).

3- جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو
شادی کا پیغام دے تو اگر اس کو نکاح کی دعوت دیکھنے والی چیز دیکھنے کی استطاعت ہو
تو وہ اسے ضرور دیکھے"

اسے ابوداود اور حاکم نے روایت کیا
ہے، اور اس کی سند حسن ہے، اس کی شاہد محمد بن مسلمہ کی حدیث ہے، اسے ابن حبان اور
حاکم نے صحیح کہا ہے، اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور ابو حمید کی حدیث
بھی شاہد ہے جسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے.

دیکھیں : فتح الباری (181/9).

الزیلعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور اس کے لیے عورت کا چہرہ اور
ہاتھ چھونے جائز نہیں چاہے شہوت کا خدشہ نہ بھی ہو کیونکہ یہ حرام ہے، اور اس
کی کوئی ضرورت بھی نہیں" اھ

اور درر البحار میں درج ہے :

"قاضی اور گواہ، اور منگنی کرنے
والے کے لیے عورت کو چھونا جائز نہیں، چاہے انہیں شہوت کا خدشہ نہ بھی ہو، کیونکہ
چھونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں" اھ

دیکھیں: ردالمحتار علی الدر المختار
(237/5).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس کے لیے عورت سے خلوت کرنی جائز
نہیں، کیونکہ یہ حرام ہے اور شریعت میں منگنی کرنے والے کے لیے دیکھنے کے علاوہ کچھ
وارد نہیں، اس لیے یہ اصل یعنی حرام پر باقی ہے، اور اس لیے بھی کہ خلوت کی صورت
میں ممنوع اور حرام کام سے امن نہیں بلکہ اس کا خدشہ ہے.

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا فرمان ہے:

"کوئی بھی مرد کسی عورت سے خلوت نہ
کرے، کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے"

اور نہ ہی منگنی کرنے والا شخص عورت
کو لذت اور شہوت کی نظر سے دیکھے، اور نہ ہی شک کی نظر سے، صالح کی روایت میں امام
احمد کا قول ہے:

وہ اس کے چہرہ کو دیکھے، اور یہ نظر
بطور لذت نہیں ہونی چاہیے.

اور وہ عورت کی جانب کئی بار نظر
دوڑا سکتا ہے، اور اس کے محاسن پر غور کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر مقصد حاصل نہیں
ہو سکتا" اھ

دوم:

معاملات:

عورت کے لیے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ
خرید و فروخت کی ضرورت کے وقت ننگا کرنا جائز ہے، اسی طرح بائع کے لیے اس کے چہرے
کو دیکھنا جائز ہے تاکہ فروخت کردہ چیز اس کے سپرد کی جائے، اور قیمت طلب کی جائے،
یہ اس وقت تک ہے جب یہ فتنہ اور خرابی کا باعث نہ ہو، لیکن اگر خرابی پیدا ہو تو اس
سے منع کیا جائیگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور اگر عورت خرید و فروخت یا اجرت
کا لین دین کرے تو مرد اس کے چہرے کو دیکھ سکتا ہے تاکہ اسے وہ بعینہ جان لے اور
درک (یعنی استحقاق بیع کے وقت قیمت کی ضمانت ہے) اس عورت پر ہے، امام احمد سے
نوجوان لڑکی کے متعلق اسے کراہت مروی ہے، لیکن بوڑھی عورت کے متعلق نہیں، اور جو
فتنہ اور خرابی کا خدشہ رکھے اس کے لیے بھی مکروہ ہے، یا پھر جو لین دین سے مستغنی
ہو اس سے بھی، لیکن ضرورت کے وقت اور بغیر شہوت کے اس میں کوئی حرج نہیں"

دیکھیں : المغنی (459/7) الشرح
الکبیر علی متن المقنع بھامش المغنی (348/7)، اور الھدایۃ مع تکملۃ فتح القدیر
(24/10).

اور الدسوقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"نکاح وغیرہ میں نقاب والی عورت پر
گواہی کا عدم جواز عام ہے حتی کہ وہ چہرہ ننگا کر لے، مثلا بیع، ہبہ، قرض، وکالت،
وغیرہ اور ہمارے شیخ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے"

حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر (4
/194).

سوم :

علاج معالجہ :

عورت کے لیے چہرہ سے مرض والی جگہ کو
ننگا کرنا جائز ہے، یا بدن کے کسی بھی حصہ کو علاج کرنے والے ڈاکٹر کے سامنے ننگا

کر سکتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ عورت کا خاوند یا محرم موجود ہو، یہ اس حالت میں ہے جب علاج کے لیے لیڈی ڈاکٹر نہ ملے، کیونکہ ایک جنس یعنی عورت کا عورت کو دیکھنا خفیف اور ہلکا ہے، اور یہ بھی کہ مسلمان ڈاکٹر کے ہوتے ہوئے ڈاکٹر غیر مسلم نہ ہو جس سے علاج کرانا ممکن ہو.

اور پھر عورت کے لیے بیماری والی جگہ
سے زائد کو ننگا اور ظاہر کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی ڈاکٹر کے لیے ضرورت سے زیادہ چھونا اور دیکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ معاملہ اور حکم صرف ضرورت پر مقتصر ہے جسے ضرورت کے مطابق پر ہی رکھا جائیگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"طبیب کے لیے بقدر ضرورت عورت کے جسم
کو دیکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ ضرورت والی جگہ ہے.

اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے
مروی ہے کہ :

"ان کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس نے
چوری کی تھی، تو انہوں نے فرمایا : اس کی چادر کے نیچے (یعنی زیر ناف بالوں والی جگہ کو دیکھو جو بلوغت یا عدم بلوغت کی نشانی ہے) دیکھو، تو انہوں نے دیکھا کہ ابھی بال نہیں اگے، تو انہوں نے اسکا ہاتھ نہیں کاٹا"

دیکھیں : المغنی (459/7) اور غذاء
الالباب (97/1).

اور ابن عابدین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"الجوہرۃ میں ہے : اگر بیماری شرمگاہ
کے علاوہ عورت کے سارے بدن میں ہو تو علاج کے وقت اس کی جانب دیکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ ضرورت کی جگہ ہے، اور اگر شرمگاہ والی جگہ ہو تو چاہیے کہ عورت کو سکھائے جو اس کا علاج کرے، اور اگر علاج کے لیے عورت نہ ملے اور اس کی جان کا خطرہ ہو، یا اسے ایسی تکلیف اور درد ہو اس کی برداشت سے باہر ہو تو وہ تکلیف والی جگہ کے علاوہ

ننگی نہ کرے باقی سارے جسم کو چھپائے، اور پھر مرد ڈاکٹر اسکا علاج کرے، اور اسے اپنی
نظریں نیچی رکھنا ہونگی، حسب استطاعت جسم صرف زخم اور تکلیف والی جگہ ہی دیکھے.

دیکھیں: ردالمختار (237/5) اور
الھدائیۃ العلائیہ ص (245).

اور اسی طرح جو اس ملا ہو جو مریض کی
خدمت کرے، چاہے وہ عورت ہی ہو اسے وضوء اور استنجاء وغیرہ کروائے.

دیکھیں: غذاء الالباب (97/1).

محمد فواد کہتے ہیں:

"مرد کا عورت کا سابقہ شروط کے
ساتھ علاج معالجہ کرنے کے جواز پر بخاری شریف کی درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے.

ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالی عنہا
بیان کرتی ہیں کہ:

"ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی اور لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتیں، اور
شہداء اور زخمیوں کو مدینہ واپس لاتیں"

صحیح بخاری (80/6) اور (10/
136) فتح الباری.

اور اسی طرح انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے مسلم (196/5) اور ابوداود (205/7) اور ترمذی (301/5) میں روایت کیا
ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے.

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر
باب باندھتے ہوئے کہا ہے:

"کیا مرد عورت اور عورت مرد کا علاج
کر سکتی ہے"

دیکھیں : فتح الباری (136/10).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس سے بطور قیاس یہ اخذ کیا جا
سکتا ہے کہ مرد عورت کا علاج کر سکتا ہے، امام بخاری نے بالجزم اسکا حکم نہیں
لگا، کیونکہ احتمال ہے یہ پردہ نازل ہونے سے پہلے ہو، یا پھر عورت اس کے ساتھ یہ
کرتی ہو جو اسکا خاوند یا محرم ہو.

اور مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ : ضرورت کے
وقت اجنبی کا علاج معالجہ کرنا جائز ہے، اور اسے بقدر ضرورت ہی رکھا جائیگا جو نظر
کے متعلق ہو، اور ہاتھ وغیرہ سے مس کے متعلق"

دیکھیں : فتح الباری (136/10).

چہارم :

عورت کے لیے گواہ بنتے اور گواہی
دیتے وقت چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، اسی طرح قاضی کے لیے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے،
تا کہ حقوق ضائع ہونے سے محفوظ رہیں.

شیخ دردیر کہتے ہیں :

"نقاب پہننے والی عورت پر گواہی
دینی جائز نہیں حتی کہ وہ چہرہ ننگا نہ کرلے، تا کہ وہ بعینہ اس کے اوصاف کی گواہی
دے"

دیکھیں : الشرح الکبیر للشیخ دردیر (
194/4).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور گواہ کے لیے مشہود علیہ عورت
کے چہرہ کو دیکھنا جائز ہے تا کہ بعینہ گواہی پوری ہو سکے.

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں : کوئی
بھی گواہ کسی عورت کے خلاف گواہی نہ دے، مگر وہ اسے بعینہ پہچان نے لے "

دیکھیں : المغنی (459/7) اور
الشرح الکبیر علی متن المقنع (348/7) الھدایۃ مع تکملۃ ایر (26/10).

پنجم :

قضاء :

عورت کے حق میں یا عورت کے خلاف
فیصلہ کرنے والی قاضی کے سامنے عورت کے لیے چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، اور فیصلہ کے وقت قاضی کو عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے تا کہ وہ اس کی پہچان کرنے اور حقوق کو ضائع ہونے سے بچا سکے.

اور... گواہی کے احکام مکمل طور پر
برابر برابر قضاء پر منطبق ہونگے کیونکہ یہ دونوں حکم کی علت میں متحد ہیں "

دیکھیں : الدرر المختار (237/5)
الھدیۃ العلائیۃ (244) اور الھدایۃ مع تکملۃ فتح القدیر (26/10).

ششم :

امتیاز رکھنے والا بچہ جسے شہوت نہ
ہو :

عورت کے لیے ایک روایت میں
امتیاز کرنے اور غیر شہوت والے بچہ کے سامنے وہ کچھ ظاہر کرنا جائز ہے جو وہ اپنے محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرتی ہے، کیونکہ وہ بچہ عورتوں کی رغبت نہیں رکھنا، اور وہ بچہ یہ سب کچھ دیکھا سکتا ہے.

الشیخ ابو الفرج المقدسی کہتے ہیں :

"امتیاز کرنے شہوت نہ رکھنے والے
بچے کے لیے ایک روایت میں عورت کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے،

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{ان وقتوں کے علاوہ نہ تو تم پر
کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تم سب آپس میں آپس میں بکثرت ایک دوسرے کے پاس آنے جانے
والے ہو} النور(58).

اوراس سے اگلی آیت میں اللہ تعالی
نے فرمایا :

{اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغ تکو
پہنچ جائیں توجس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اسی طرح اجازت
مانگ کر آنا چاہیے} النور(59).

تو یہ بالغ نابالغ میں فرق کرنے پر
دلالت کرتی ہے.

ابو عبداللہ کہتے ہیں :

"ابو طیبہ نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیویوں کو سنگی لگائی تو وہ بچے تھے"

اور دوسری روایت میں ہے :

"اگر وہ شہوت والا ہو تو نظر میں اس
کا حکم محرم مردوں جیسا ہو گا کیونکہ فرمان باری تعالی ہے :

{یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے
کی باتوں سے مطلع نہیں} النور(31).

ابو عبداللہ کو کہا گیا :

بچے سے عورت کب اپنا سر چھپائیگی ؟

ان کا جواب تھا :

جب بچہ دس برس کا ہوجائے، توجب وہ
شہوت والا ہوتووہ غیر محرم کی طرح ہوگا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

﴿اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں﴾ النور(59).

اوران سے ہی مروی ہے :

وہ اجنبی کی مانند ہوگا کیونکہ وہ
شہوت میں بالغ کے معنی میں ہے جوکہ دیکھنے کی تحریم اور پردے کے کا مقتضی ہے.

اوراس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان
ہے :

﴿یا ایسے بچے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے مطلع نہیں﴾ النور(31).

لیکن وہ بچہ جو امتیاز نہیں کرسکتا
اس سے کچھ بھی چھپانا واجب نہیں"

دیکھیں : الشرح الکبیر علی متن المقنع
(349/7) اور المغنی (458/7) اور عذاء الالباب (97/1) بھی دیکھیں.

ہفتم :

جس کی ختم ہوچکی ہو.

جو اعضاء عورت اپنے محرم کے سامنے
ظاہر کرسکتی ہے وہ اعضاء اس شخص کے سامنے بھی ظاہر کرنے جائز ہیں جس کی شہوت ختم
اور ضائع ہوچکی ہو، کیونکہ اسے عورتوں کی کوئی حاجت ہی نہیں، اور نہ ہی وہ عورتوں
کے متعلق سوچ و بچار کرتا ہے، اوراس مرد کے لیے بھی وہ اعضاء دیکھنے جائز ہیں.

ابن قدامہ کہتے ہیں :

"جس شخص کی بڑھاپے کی بنا پر شہوت
ختم ہوچکی ہو، یا کسی بیماری جس سے شفایابی کی امید ہی نہ ہو، یا پھر کسی تکلیف کی

بنا پر یا خصی کرنے کی وجہ سے شہوت جاتی رہے... اور وہ مخنث (ہیجڑا) جسے کوئی
شہوت نہ ہو، ان سب کا حکم نظر میں محرم کی طرح ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا
فرمان ہے :

.{یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو
شہوت والے نہ ہوں}.النور(31).

یعنی جنہیں عورتوں کی کوئی حاجت و
ضرورت نہیں.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے
ہیں :

"یہ وہ شخص ہے جس سے عورتیں شرماتی
نہیں"

اور ابن عباس سے ہی مروی ہے :

"یہ وہ مخنث اور ہیجڑا ہے جسے کوئی
شہوت نہ ہو" یعنی وہ عضو کھڑا کرنے پر قادر نہ ہو"

اور مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ
کہتے ہیں :

"وہ مرد جسے عورتوں کی کوئی حاجت
اور ضرورت نہ ہو، اور اگر ہیجڑا شہوت رکھتا ہو اور عورتوں کے معاملات کو جانتا ہو
تو اس کا حکم دوسرے مردوں جیسا ہے.

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
بیان کرتی ہیں :

"ازواج مطہرات کے پاس ایک ہیجڑا آیا
لوگ اسے بغیر شہوت والا مرد شمار کرتے تھے، تو ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم آئے تو وہ ہیجڑا ایک عورت کی اوصاف بیان کر رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے تو چار س

لوٹیں پڑتی ہیں، اور جب جاتی ہے تو آٹھ سلوٹیں پڑتی ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے خیال میں نہ تھا کہ یہ یہاں تک جانتا ہے، اب یہ تمہارے پاس بالکل نہ آئے"

لہذا انہوں نے اسے آنے سے روک دیا"

اسے ابوداود وغیرہ نے روایت کیا ہے.

ابن عبدالبر کہتے ہیں:

"مخنث اور ہیجڑا وہ نہیں جس میں خاص کر فحاشی جانی جائے، بلکہ ہیجڑا وہ ہے جو خلقت و پیدائش میں عورتوں کی جانب مائل ہو حتی کہ وہ بات چیت کی نرمی اور کلام اور نظر اور نغمہ و عقل میں عورت کے مشابہ ہو، اگر وہ ایسا ہی ہو تو اسے عورتوں کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں، اور نہ ہی وہ عورتوں کے امور کے متعلق کچھ سوچتا ہے، اور یہ ان غیر شہوت مردوں میں شامل ہوتا ہے جسے عورتوں کے پاس جانے کی اجازت دی گئی ہے.

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مخنث اور ہیجڑے کو اپنی بیویوں کے پاس جانے سے منع نہیں فرمایا، لیکن جب اسے سنا کہ وہ غیلان کی بیٹی کے اوصاف بیان کر رہا تھا، اور عورتوں کے معالات کو سمجھتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عورتوں کے پاس آنے سے منع کر دیا"

دیکھیں: المغنی (463/7) الشرح الکبیر علی متن المقنع (347/7–348).

ہشتم:

وہ بوڑھی عورت جس کی عمر کی عورتیں شہوت نہیں رکھتیں.

وہ بوڑھی عورت جو شہوت نہیں رکھتی اپنا چہرہ اور جو غالبا ظاہر ہوتا ہے وہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے،

لیکن اس کے حق میں بھی پردہ کرنا افضل ہے.

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ و
تعالی کا فرمان ہے :

**{اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں
نکاح کی امید(اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنا دوپٹہ اتار رکھیں تو ان پر
کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناء سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر
ان سے بھی احتیاط رکھیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے}** النور(60).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

وہ بوڑھی جس عمر کی عورتوں میں اشتہا
نہ ہو ان کے وہ اعضاء دیکھنا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں دیکھنے میں کوئی حرج
نہیں.

کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

**{اور وہ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی
امید ہی نہ رہی ہو}**.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

**{آپ مومن مردوں کو کہہ دیجیے کہ وہ
اپنی نظروں کو نیچا رکھیں}** النور(30).

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اس
آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

"اور آپ مومنوں کو کہہ دیجیے کہ وہ
اپنی نظروں کو نیچا رکھیں"

ان کا کہنا ہے : تو یہ منسوخ کر دی
گئی اور اس میں سے بوڑھی عورتوں کو مستثنی کیا گیا جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں.

اور بد صورت عورت جسے کوئی نہیں چاہتا
وہ بھی اسی معنی میں آتی ہے.

دیکھیں : المغنی (463/7) اور
الشرح الکبیر علی متن المقنع (7/347–348).

نہم :

کافرہ عورتوں کے سامنے چہرہ ننگا
کرنا.

اہل علم کے مابین مسلمان عورت کا
کافرہ عورت کے سامنے اپنا چہرہ ننگا کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے :

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورت کا عورت کے ساتھ حکم مرد کے
ساتھ مرد کے برابر ہے، اور اس میں مسلمان کا آپس میں اور مسلمان اور ذمی کے مابین
کوئی فرق نہیں، جس طرح دیکھنے میں دو مسلمان مردوں کے مابین اور ایک مسلمان اور ایک
ذمی کے مابین کوئی فرق نہیں.

امام احمد کہتے ہیں :

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت یہودی اور
عیسائی عورت کے سامنے اپنا دوپٹہ نہیں اتاریگی، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ شرمگاہ
نہیں دیکھ سکتی، اور نہ ہی ولادت کے وقت وہاں ہو (یعنی وہ اس وقت نہ آئے کیونکہ وہ
ولادت کے وقت عورۃ مغلظہ پر مطلع ہوگی، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ ضرورت
کے وقت ہو سکتا ہے).

امام احمد سے ایک دوسری روایت یہ بھی
ہے کہ :

مسلمان عورت اپنا دوپٹہ ذمی عورت کے
سامنے نہیں اتاریگی... کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

"یا ان کی عورتیں"

لیکن پہلی روایت اولی ہے، کیونکہ
یہودی اور دوسری عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آتی تھیں اور وہ ان سے پردہ نہیں کرتی تھیں، اور نہ ہی انہیں پردہ کرنے کا حکم دیا گیا.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی
ہیں کہ:

"ایک یہودی عورت میرے پاس سوال کرنے
آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالی تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے، تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا..." اور مکمل حدیث بیان کی.

اور اسماء رضی اللہ تعالی عنہا بیان
کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں تو وہ اسلام سے بے رغبتی کرنے والی تھیں، چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: جی ہاں"

اور اس لیے بھی کہ مردوں اور عورتوں
کے مابین پردہ کا تو کچھ معنی اور مقصد ہے، جو مسلمان عورت اور ذمی عورت کے مابین پردہ میں نہیں پایا جاتا اس لیے ضروری اور واجب ہے کہ ان دونوں کے مابین پردہ نہ ہو جس طرح کہ مسلمان مرد کا ذمی کے ساتھ ہے، اور اس لیے بھی کہ پردہ تو کسی نص یا قیاس کے ساتھ واجب ہوتا ہے، لیکن یہاں ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں.

اور رہا یہ فرمان باری تعالی:

"یا ان کی عورتیں"

یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد من جملہ
سب عورتیں ہوں.

دیکھیں : المغنی (464/7) اور
الشرح الکبیر علی متن المقنع بھامش المغنی (351/7).

ابن عربی المالکی رحمہ اللہ کہتے
ہیں :

(میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سب
عورتوں کے لیے جائز ہے، ضمیر صرف اتباع کے لیے آئی ہے، یہ آیت ضمیر ہے، جبکہ پچیس
ضمیریں ایسی ہیں جن کی قرآن مجید میں کوئی نظیر نہیں ملتی، تو یہ بطور اتباع آئی ہے
"

دیکھیں : احکام (326/3).

اور علامہ آلوسی کہتے ہیں :

"فخر الرازی کا مسلک ہے کہ یہ
مسلمان عورت کی طرح ہی ہے، ان کا کہنا ہے : مذہب یہی ہے کہ یہ مسلمان عورت کی طرح ہی
ہے، اور انکی عورتوں سے مراد سب عورتیں ہیں، اور سلف کا قول استحباب پر محمول ہے.

پھر کہتے ہیں :

آج کے ایام میں یہ قول لوگوں پر
زیادہ نرم ہے، کیونکہ مسلمان عورتوں کا ذمی عورتوں سے پردہ کرنا ممکن نہیں "

دیکھیں : تفسیر الآلوسی (143/19).

محمد فواد کہتے ہیں :

"اگر یہ قول ان کے دور میں لوگوں پر
زیادہ نرم تھا، تو بلاشک وشبہ ہمارے دور اور زمانے میں تو اور بھی زیادہ اولی اور
نرمی اور آسانی ہوگا، خاص کر ان کے لیے جنہیں غیر مسلموں کے ممالک میں سخت قسم کے
اسباب کی بنا پر رہنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے، مسلمان عورتیں ذمی عورتوں کے ساتھ
مل جل گئیں ہیں، اور زندگی کے اسباب اور ظروف آپس میں مل چکے ہیں، کہ ان ذمی عورتوں
سے مسلمان عورتوں کا پردہ کرنا صعوبتوں اور مشکلات سے بھرا ہوا ہے، انا للہ وانا
الیہ راجعون.

دہم :

عورت پر واجب ہے كہ وہ حج يا عمرہ كے
موقع پر حالت احرام ميں اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگے ركھے، اور اس حالت ميں اس پر نقاب
اور دستانے پہننا حرام ہيں، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے :

"احرام والى عورت نہ تو نقاب پہنے،
اور نہ ہى دستانے پہنے"

اور اگر قريب سے مردوں كے گزرنے كى
بنا پر احرام والى عورت كو چہرہ ڈھانپنے كى ضرورت پڑے، يا وہ خوبصورت ہو اور مردوں
كا اس كى جانب ديكھنا ثابت ہو جائے تو وہ اپنے سر سے كپڑا اپنے چہرے پر لٹكا لے.

كيونكہ عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا كى
حديث ميں ہے وہ بيان كرتى ہيں :

"ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور
ہم رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے ساتھ احرام كى حالت ميں ہوتيں، تو جب وہ ہمارے
برابر آتے ہم ميں سے عورتيں اپنى چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹكا ديتى، اور جب
وہ ہم سے آگے نكل جاتے تو ہم چہرہ ننگا كر ديتيں"

الجزيرى ان سے حكايتا بيان كرتے ہيں :

"عورت كے ليے ضرورت كى بنا پر اپنا
چہرہ ڈھانپنا جائز ہے مثلا قريب سے غير محرم اور اجنبى مرد گزريں، اور پردہ كا اس
كے چہرے كے ساتھ لگنا اسے كوئى ضرر اور نقصان نہيں دے گا، اور اسميں وسعت ہے تو مشقت
اور حرج كو رفع كرتى ہے"

ديكھيں : الفقہ على المذاھب الاربعۃ (
645/1).

يہ وہ حالات ہيں جن ميں عورت فقھاء
كى بيان كردہ تفصيل كے مطابق اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگے كر سكتى ہے، اور اس تفصيل كو

علماء نے بیان کیا ہے، لیکن یہاں ایک اور مسئلہ باقی ہے جو قابل التفات اور اہتمام ہے وہ یہ کہ :

"اکراہ اور جبر کی حالت میں" جس کی بنا پر مسلمان عورت پر لازم کر دیا جائے کہ وہ اپنا چہرہ ننگا رکھے، اس کا حکم کیا ہوگا ؟

گیارہ :

اکراہ اور جبر کی حالت :

بعض مسلط کردہ نظاموں نے ظالمانہ احکام اور قوانین نافذ کر رکھیں ہیں، جو دین اسلام کے مخالف ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف اور زیادتی ہیں، ان قوانین اور نظام کی بنا پر مسلمان عورت کو پردہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، بلکہ بعض کی حالت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عورتوں کے چہروں سے حجاب اور اسکارف سختی کے ساتھ اتار دیا گیا ہے، اور ان مسلمان عورتوں کے خلاف بری ترین قسم کا قہر و جبر اور دہشت گردی اور تسلط پایا جاتا ہے.

جیسا کہ کچھ یورپی ممالک میں نقاب اوڑھنے والی عورتوں پر تنگی کی گئی ہے.. اور بعض عورتیں کبھی اذیت سے دوچار ہوتی ہیں، تو کبھی اسلام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے.

اس کو مد نظر رکھتے ہوئے عورت کے لیے بوقت ضرورت اور حاجت جو یقینی ہو، یا اس کے ظن غالب یہ ہو کہ اس سے تکلیف و اذیت حاصل ہوگی جو اس کی استطاعت و طاقت سے باہر ہو تو وہ چہرہ ننگا کر سکتی ہے.

برے قسم کے لوگوں سے اذیت و تکلیف اور فتنہ و خرابی حاصل ہونے سے مرجوح قول کو لینا اولی و افضل ہے.

اور اگر مندرجہ بالا حالات میں جو اکراہ و جبر کی حد تک نہی پہنچے ان میں عورت کے لیے چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، تو عورت کی ذات یا دین کو حاصل ہونے والی اذیت کی بنا پر چہر ننگا کرنا بالاولی جائز

ہوا، خاص کر جب اس کا نقاب اسے اس حد تک لے جائے کہ وہ اس کے سر پردہ ہی اتار دیں
یا پھر وہ اس پر زیادتی کا باعث بن جائے.

اور ضروریات ممنوعہ کام کو مباح کر
دیتی ہیں، اور جو چیز ضرورت کی بنا پر مباح کی گئی ہو تو وہ چیز بھی بقدر ضرورت ہی
مباح ہوگی، جیسا کہ اہل علم نے بیان کیا ہے.. اور اس معاملہ میں کوئی سستی و
کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اور جن حالات میں مسلمان عورت رہ رہی ہے اس کا اندازہ اچھی
طرح لگانا ضروری ہے، اور اپنے علاوہ کسی اور عورت کے تجربہ اور موقف کو معتبر بنایا
جائے، تاکہ اس کا صحیح ضرورت کے مطابق اندازہ ہو، جس میں خواہش و کمزوی نہیں ہونی
چاہیے.

اور جب مندرجہ بالا استثنائی حالات
میں عورت کے لیے اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگا رکھنا جائز ہے، تو اس کے لیے سونے کے زیور
پہن کر اور بناؤ سنگھار کر کے چہرہ ننگا کرنا حرام ہے، جبکہ اجنبی اور غیر محرم
مردوں کے سامنے اس کا اظہار جائز نہیں، یہ سب فقہاء کا متفق فیصلہ ہے، کیونکہ اللہ
سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور وہ اپنی زینت کو ظاہر مت
کریں، اور اس لیے کہ کوئی ضرورت یا شدید حاجت اس کی طرف نہ لائے.

دیکھیں : حجاب المسلمہ بین انتحال
المبطلین وتاویل الجاہلین (239).

اللہ تعالی سے سوال ہے کہ وہ سب
مسلمانوں کے حالات کو درست فرمائے، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی
رحمتیں نازل فرمائے.

واللہ اعلم.